روزنامہ الفضل ربوہ

فون 213029

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد 47-82 نمبر 16 | سوموار 10 رمضان ۔ 1417ھ 20 صلح 1376ہش 20 جنوری 1997ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

بیعت میں جاننا چاہئے کہ کیا فائدہ ہے اور کیوں اس کی ضرورت ہے؟ جب تک کسی شئے کا فائدہ اور قیمت معلوم نہ ہو، تو اس کی قدر آنکھوں کے اندر نہیں سماتی۔ جیسے گھر میں انسان کے کئی قسم کا مال و اسباب ہوتا ہے۔ مثلاً روپیہ روٹی، پیسہ، کوڑی، لکڑی وغیرہ تو جس قسم کی جو شئے ہے۔ اسی درجہ کی اس کی حفاظت کی جاوے گی۔ ایک کوڑی کی حفاظت کے لئے وہ سامان نہ کرے گا جو پیسہ اور روپیہ کے لئے اسے کرنا پڑے گا اور لکڑی وغیرہ کو تو یونہی ایک کونہ میں ڈال دے گا۔ علیٰ ہذا القیاس جس کے تلف ہونے سے اس کا زیادہ نقصان ہے۔ اس کی زیادہ حفاظت کرے گا۔ اسی طرح بیعت میں عظیم الشان بات توبہ ہے۔ جس کے معنی رجوع کے ہیں۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 2)

محترم مولانا مقبول احمد ذبیح صاحب وفات پاگئے

ربوہ 19 جنوری 1997ء: احباب جماعت کو نہایت دکھ اور افسوس کے ساتھ یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ دیرینہ خادم سلسلہ محترم مولانا مقبول احمد ذبیح صاحب نائب ناظر مال آج مورخہ 97-1-19 کو بوقت قریباً نو بجے صبح دل کا دورہ پڑنے سے بعمر 66 سال انتقال فرما گئے۔

موصوف حسب معمول دفتر تشریف لے گئے۔ دفتر ہی میں ان پر دل کا دورہ پڑا انہیں فوری طور پر ہسپتال لے جایا گیا۔ لیکن اس دوران ہی انہوں نے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔

موصوف 1931ء میں نواں کوٹ ضلع شیخوپورہ میں مکرم سردار عبدالحق صاحب شاکر واقف زندگی کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ والدین کے اکلوتے بیٹے تھے۔ والدین نے 8 سال کی عمر میں وقف کر دیا۔ آپ 1956ء میں جامعہ احمدیہ سے فارغ التحصیل ہوئے۔ آپ نے بطور مربی سلسلہ پاکستان کے مختلف شہروں میں خدمات دینیہ بجالانے کے علاوہ افریقہ کے مختلف ممالک میں پیغام حق پہنچانے کی توفیق پائی یوگنڈا میں 63-3-16 سے 67-5-5 تک سیرالیون میں 69-9-21 سے 74-3-27 تک۔ تنزانیا میں 79-4-15 سے 83-11-19 تک اور زمبیا میں 87-2-4 سے 89-12-19 تک نمایاں خدمات دینیہ بجالانے کی سعادت سے حصہ پایا علاوہ ازیں 1967، 1968 میں بطور مہتمم مقامی مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ خدمت کی توفیق پائی۔ زمبیا سے واپسی پر نائب ناظر مال مقرر ہوئے۔ اور تاحال یہ خدمت سرانجام دے رہے تھے۔ آپ کے قیام زمبیا کے دوران آپ کے والد محترم سردار عبدالحق صاحب شاکر اور والدہ محترمہ امتہ الحمید بیگم صاحبہ یکے بعد دیگرے وفات پاگئیں۔ اور یہ دونوں صدمے آپ نے انتہائی صبر سے برداشت کئے۔

آپ کے چار بیٹے ہیں ایک بیٹے مکرم مجیب احمد طاہر صاحب مربی سلسلہ ہیں اور آجکل جامعہ احمدیہ میں بطور استاد خدمات بجالا رہے ہیں۔ اور دو بیٹے کینیڈا اور ایک انگلینڈ میں مقیم ہے۔

موصوف کا جنازہ مورخہ 97-1-20 کو ہوگا۔

احباب کرام سے درخواست ہے کہ محترم مولانا کی بلندی درجات اور پسماندگان کو صبر جمیل ملنے کے لئے دعا کریں۔

ولادت

○ مکرم انجینئر رفیق احمد ظفر ابن مکرم شیخ لطف المنان صاحب رحیم یار خان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے 23- نومبر 96ء کو دوسری بیٹی عطا فرمائی ہے۔ حضرت صاحب نے ازراہ شفقت نومولودہ کا نام شمائلہ ظفر عطا فرمایا ہے۔ نومولودہ بابرکت تحریک وقف نو میں شامل ہے۔ یہ بچی حضرت شیخ مسعود الرحمان صاحب (وفات یافتہ) کپورتھلوی رفیق حضرت بانی سلسلہ کی پڑپوتی اور مکرم چوہدری محمد احسان الٰہی صاحب جنجوعہ ایڈووکیٹ (وفات یافتہ) کی نواسی ہے۔ اللہ تعالیٰ نومولود کو باعمر اور خادمہ دین بنائے۔

آئندہ کا پروگرام بنائیں کہ اللہ کا بندہ بن کر دکھانا ہے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

خدا تعالیٰ فرماتا ہے میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ میرے عبد بن جائیں۔ پس چونکہ (فرمانبردار) کا پروگرام یہی ہے کہ اللہ کا بندہ بنے۔ اس لئے تم آئندہ کا پروگرام یہی بناؤ کہ خدا کا بندہ بن کر دکھانا ہے اس بندہ کے لئے بہت سے کام ہوتے ہیں۔ ان فرائض کی تفصیل اس مضمون کو واضح کر سکتی ہے۔ مگر میں نے بتایا ہے آج مجھے بولنے کی طاقت نہیں اور وقت بھی زیادہ ہو گیا ہے۔ مگر میں تاکید کرتا ہوں کہ ایک نکتہ کو مدنظر رکھنا۔ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے رمضان میں انسان کو یہ عہد کر لینا چاہئے کہ اب کے میں یہ عیب ضرور چھوڑ دوں گا اور اس طرح عیوب کو چھوڑتے جانا چاہئے۔ اس سال مثلاً ہماری جماعت یہ بات سامنے رکھ لے کہ جماعت میں اتفاق و اتحاد پیدا کرنا ہے۔

یہ جن اسباب اور ذرائع سے پیدا ہوتا ہے ہر ایک احمدی ان کو مہیا کرے اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرے۔ لڑائیاں جھگڑے محض چھوٹے چھوٹے ذاتی فوائد کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اگر وہ فوائد حاصل نہ ہوں تو کوئی حرج نہیں ہوتا مگر انسان سمجھتا ہے کہ بہت نقصان ہوتا ہے حالانکہ بہت کم ایسی باتیں ہیں جن سے نقصان ہوتا ہے اور جن سے نقصان ہوتا ہے ان کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ اور جن میں نہیں ہوتا ان میں جھگڑے پیدا کرتا رہتا ہے۔ مثلاً خدا تعالیٰ سے تعلق نہ ہونے میں نقصان ہوتا ہے۔ مگر ادھر خیال نہیں کرتا۔ اور اگر مال نہ ملے تو اس کو نقصان سمجھتا ہے حالانکہ کئی مال جو آتے ہیں اپنے ساتھ ایسی ایسی ذمہ داریاں لاتے ہیں جن کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے خدا سے پہلے جو تعلق ہوتا ہے وہ بھی جاتا رہتا ہے۔ تو بہت سے فتنے ایک چیز کی غلط اہمیت سمجھنے سے پیدا ہوتے ہیں اور اکثر جھگڑے اسی بات سے پیدا ہوتے ہیں کہ چھوٹی بات کو بڑا سمجھ لیا جاتا ہے۔ معمولی معمولی باتوں پر انسان تفرقے ڈال دیتا۔ دنگے پیدا کر دیتا ہے یا ذرا ذرا سے مالی فوائد پر اس قدر لڑتا ہے کہ اخلاق بگاڑ لیتا ہے اپنے بھائیوں سے بولنا چھوڑ دیتا ہے حالانکہ اصل زندگی جس کے بغیر عبودیت قائم نہیں رہ سکتی۔ اتحاد و اتفاق ہی ہے۔ وجہ یہ کہ اللہ کی ایک ذات ہے اور جتنی چیزیں ایک نقطہ کی طرف جائیں گی۔ وہ آپس میں قریب ہوتی جائیں گی اور جتنی اس نقطہ سے دور ہوتی جائیں گی۔ اتنا ہی ان میں زیادہ بعد ہوتا جائے گا۔

ایک نقطہ ڈال کر دیکھ لو خطوط جتنے اس کے قریب ہوتے جائیں گے اتنے ہی آپس میں بھی قریب ہوں گے اور جتنے دور ہوں گے اتنے ہی زیادہ آپس میں بھی دور ہوں گے۔ اسی طرح جو اللہ تعالیٰ کے جتنا قریب ہوتا ہے۔ اتنا ہی انسانوں

باقی صفحہ 7 پر

جو لوگ دنیا کے لئے نفع رساں لوگ بنتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی عمریں بڑھا دیتا ہے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

20- صلح 1376 ہش — 20 - جنوری 1997ء

قربانی کا معیار بڑھاتے رہنا چاہئے

یہ بابرکت ایام زندگی کو بہتر بنانے اور خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے ہیں اور جب اجتماعی طور پر ایسی کوشش کی جائے تو وہ زیادہ نتیجہ خیز ہوتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ان ایام کو بابرکت ایام کہا ہی اس لئے جاتا ہے کہ یہ اجتماعی کوشش کے دن ہیں۔ انفرادی طور پر بھی انسان گو نیکیاں کرتا ہے جن کے کرنے کی آجکل زیادہ تلقین کی جاتی ہے اور ان کا بھی ثواب ہوتا ہے اور وہ زندگی کو بہتر بنانے میں ممد ثابت ہوتی ہیں لیکن اجتماعی طور پر جب نیکیاں کی جائیں۔ اپنی زندگی کو بہتر بنانے کی کوشش کی جائے اور خدا کے قرب کے حصول کے لئے سعی کی جائے تو یقیناً یہ نیکیاں زیادہ نتیجہ خیز ہوتی ہیں۔ جہاں تک زندگی کو بہتر بنانے کا تعلق ہے ہمیں یہ بات سمجھ لینا چاہئے کہ ہر وہ ہدایت جو خدا تعالیٰ نے ہمیں دی ہے وہ ہماری زندگی کو بہتر بنانے کے لئے ہے۔ چونکہ خدا تعالیٰ کا پیار صرف ان لوگوں سے ہو سکتا ہے۔ جن کی زندگی بہتر ہو اور خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اپنی ساری مخلوق سے پیار کرے۔ اس لئے مخلوق کی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے ہدایات دیتا ہے اور ہر شخص جو ان ہدایات پر عمل پیرا ہوتا ہے اس کی زندگی بہتر سے بہتر بنتی چلی جاتی ہے اور کہا جاسکتا ہے کہ اس طرح وہ درجہ بدرجہ خدا تعالیٰ کے قرب کو حاصل کرتا جاتا ہے۔

جہاں تک ان ہدایات کا تعلق ہے ان سب پر حاوی یہ بات نظر آتی ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کے لئے جو کچھ اس نے دیا ہے قربان کریں۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ جو کچھ میں نے تمہیں دیا ہے۔ اس میں سے خرچ کرو یعنی میرے نام پر خرچ کرو۔ یا میرے لئے خرچ کرو۔ خدا تعالیٰ کے نام پر اور خدا تعالیٰ کے لئے خرچ کرنے کی بہت سی راہیں ہیں زندگی کے ہر شعبے میں کوئی نہ کوئی مقام ایسا آجاتا ہے جب خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا ہوتا ہے یا یوں کہئے کہ زندگی کے ہر شعبے میں ایسی باتیں ضرور شامل ہوتی ہیں جن کے سلسلہ میں جو خرچ کیا جاتا ہے وہ خدا کی راہ میں خرچ کرنا کہلاتا ہے۔

پس پہلی بات تو یہ ہوئی کہ خرچ کیا جائے اور خرچ کرنے میں ہر بات کو مد نظر رکھا جائے۔ آپ کے پاس روپیہ ہے تو خدا کی راہ میں روپیہ خرچ کریں۔ وقت ہے تو اس کی راہ میں وقت خرچ کریں۔ جان کے خرچ کرنے کی بھی ضرورت پیش آئے تو وہ بھی خرچ کریں۔ اور خرچ کرنے سے اگلا قدم یہ ہے کہ خرچ خاص طور پر وہ چیزیں کی جائیں جن سے ہمیں محبت ہے۔ کیونکہ خرچ تو ایسی چیزیں بھی کی جاسکتی ہیں جنہیں ہم زائد سمجھتے ہیں۔ اور جنہیں خرچ کرکے ہمیں یہ احساس بھی نہیں ہوتا کہ ہم نے کچھ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا ہے۔ ہمارے پاس بہت سا وقت ہے کچھ وقت ہم نے خدا کی راہ میں خرچ کر دیا۔ ہمارے پاس بہت سا مال ہے اس میں سے ہم نے کچھ مال خدا کی راہ میں خرچ کر دیا۔ ایسے خرچ انسان کو احساس ہی نہیں دلاتے کہ اس نے کچھ خرچ کیا ہے اور قربانی کے معنے تو یہ ہیں کہ انسان محسوس کرے کہ جس چیز کی اسے ضرورت تھی وہ اس نے خرچ کر دی ہے یا اس کا ایک حصہ خرچ کر دیا ہے۔ قربانی صرف دینے کا نام نہیں ہے بلکہ ایسی صورت میں اور ایسی چیز دینے کا نام ہے کہ ہم اس سے محبت کرتے ہوں اور اسے اپنے پاس رکھنا چاہتے ہوں۔ صرف اسی صورت میں اس چیز سے جدائی قربانی کہلا سکتی ہے ورنہ محض دے دینا کافی نہیں ہوتا۔

پس اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے بھی یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ ہم نہ صرف وہ چیزیں دے دیں جنہیں ہم اپنے پاس زائد سمجھتے ہیں یا جن کی ہمیں عام طور پر ضرورت محسوس نہیں ہوتی اور وہ ہمارے پاس پڑی رہتی ہیں بلکہ وہ چیزیں خرچ کریں جن کی ہمیں ضرورت پڑتی ہے اور جب ہم یہ دے دیتے ہیں تو ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ ہم نے واقعی کوئی ایسی چیز دی ہے جس کی ہمیں بھی ضرورت تھی۔ ضرورت کے علاوہ محبت بھی کارگر ہوتی ہے۔ جن چیزوں سے ہمیں محبت ہے اور جنہیں ہم اپنے آپ سے جدا نہیں کرنا چاہتے چاہے وہ ہمارے کام آتی ہوں یا نہ آتی ہوں لیکن محبت کی وجہ سے ہم انہیں اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں تو ایسی چیزوں کی قربانی عام قربانی سے بھی بڑھ جاتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے حصول کے لئے ہمیں ایسی ہی قربانی کرنی چاہئے جو عام قربانی سے بڑھ جائے۔ ہم اپنی ایسی چیزیں جن سے ہمیں محبت ہے وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں خوشی سے پیش کر دیں۔ ایسا کرنے سے خدا تعالیٰ کی قربت کا حصول آسان سے آسان تر ہو جاتا ہے۔

آج کل کے بابرکت ایام میں ہماری ہر بات میں کسی نہ کسی رنگ میں قربانی کا عنصر موجود ہوتا ہے۔ راتوں کو جاگنا' عبادت پہلے سے زیادہ کرنا' دن کو بھوکے پیاسے رہنا' اپنے جذبات پر قابو رکھنا اور کوئی ناپسندیدہ بات نہ کہنا بلکہ کوئی جھگڑا بھی کرے تو اس سے جھگڑنے سے انکار کر دینا' غریبوں کی مدد کرنا' یہ ساری باتیں ایسی ہیں جو قربانی کہلاتی ہیں اور اگر ہم صدق دل سے یہ قربانی کریں تو یقیناً یہ قربانی ان قربانیوں میں شامل ہو گی جو خدا تعالیٰ کے حصول کو آسان تر بنا دیتی ہیں۔ ہم اپنی پیاری چیزوں کو چھوڑتے ہیں اور چھوڑتے اس لئے ہیں کہ سب سے زیادہ محبوب ہستی کو حاصل کر سکیں۔

پس اگرچہ اسے حاصل کرنے کے لیے یہ قربانیاں بھی اپنی ذات میں کوئی اہمیت تو نہیں رکھتیں لیکن اگر انسان کی استطاعت کو مد نظر رکھا جائے تو یہ قربانیاں خاصی قابل قدر کہلا سکتی ہیں۔

پس آج کل کے بابرکت ایام میں ہمیں چاہیے کہ ہم ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار ہوں ہر قربانی صدق دل سے کریں اور ہر قربانی میں اس عنصر کو شامل کرنے کی کوشش کریں کہ چیز تو ہمیں پیاری تھی ہم اسے چاہتے تھے۔ ہمیں اس کی ضرورت بھی تھی لیکن خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے ہم اس چیز کو اس کی راہ میں قربان کر رہے ہیں۔ آج کل ایسی قربانیوں کے بہت مواقع ہیں۔ ہر قدم پر اور ہر لمحہ اگر ہم قربانی ہی کا سوچیں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمیں اس کی توفیق بھی مل سکتی ہے اور اس کے بہتر نتائج بھی ہم حاصل کر سکتے ہیں۔ اپنے اوپر کسی قدر سختی وارد کریں۔ ایسی سختی جو دراصل ہماری آسانیاں پیدا کرنے کا باعث بنتی ہے۔ اور اپنے ماحول میں دیکھیں کہ ہم کیا کچھ کر سکتے ہیں۔ کس طرح کی قربانی کر کے کسی کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ غریب ہیں' یتیم ہیں' بیوائیں ہیں' معذور ہیں' مجبور ہیں' مقہور ہیں۔ یہ سب لوگ کہیں نہ کہیں ضرور مل جاتے ہیں اور ان کی مدد کرنا حقیقی قربانی میں شامل کیا جاسکتا ہے۔

پس ہم اپنی زندگی کی طرف بھی دیکھیں اور قربانیاں کریں اور دوسرے لوگوں کی طرف بھی دیکھیں اور قربانیاں کریں۔ اور اس طرح اجتماعی قربانیاں کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے اس بات کی امید رکھیں کہ ہمیں اس کا قرب حاصل ہو گا اور اس کی محبت حاصل ہو گی۔ جب اس کا قرب اور اس کی محبت حاصل ہو جائے تو وہ تمام قربانیاں جو ہم نے اس امر کے لئے کی ہوتی ہیں ہیچ نظر آنے لگتی ہیں۔ پھر انسان چاہتا ہے کہ کاش میں اس سے بھی بڑی قربانی کر سکتا۔ گویا کہ اس کے دل میں نہ صرف قربانی کا جذبہ قائم رہتا ہے بلکہ جو قربانی کی گئی ہے اس سے بھی بڑی قربانی کرنے کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کو مقبول ہے اور یہی وہ بات ہے جس سے ہم اس کی محبت اور اس کا قرب حاصل کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان بابرکت ایام میں ہر وہ بات اور ہر وہ کام کرنے کی توفیق دے جس سے ہمیں خدا تعالیٰ کی محبت حاصل ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب ابن حضرت مرزا بشیر احمد صاحب- امریکہ

حضرت بھائی جان امام جماعت احمدیہ الثالث

قربت، ہم عصری اور دوستی کی یادیں

حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث کی وفات جماعت کے لئے ایک زلزلہ کے رنگ میں آئی۔ ایک مختصر سی علالت جس کے آخری ایام میں بظاہر امید کا پہلو غالب نظر آ رہا تھا وہ اللہ کو پیارے ہو گئے اور جماعت کو ایک سکتہ کی حالت میں چھوڑ گئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے غیبی ہاتھ نے جماعت کی پراگندگی کی حالت کو سکون اور امن میں بدل دیا۔

ان دنوں میں میری طبیعت اچھی نہ تھی اور چند ایام پہلے اسی وجہ سے ایک ضروری میٹنگ جو فن لینڈ میں ہو رہی تھی اس میں شمولیت کا پروگرام منسوخ کرنا پڑا۔ نیز وفات کی اطلاع اور تدفین میں اتنا تھوڑا وقت تھا کہ امریکہ سے حاضری اور شمولیت بہت مشکوک بن گئی تھی۔ شامل نہ ہونے کا غم اور آخری دیدار سے محرومی میری زندگی کے غم کا ایک تکلیف دہ جزو بن کے رہ گیا ہے۔

حضرت بھائی جان امام جماعت احمدیہ الثالث سے میرا ایک قرابت کا رشتہ تھا۔ نیز ہم عصری اور دوستی کی سعادت نصف صدی سے زائد کے سارے واقعات ذہن میں تازہ ہو گئے۔ بچپن سے حضرت صاحب کو حضرت اماں جان نے اپنی پرورش میں لے لیا تھا اور حضرت امام جماعت الثانی اور حضرت ام ناصر کے گھر سے وہ حضرت اماں جان کے گھر میں آ گئے تھے۔ لاہور میں میرے کالج میں داخل ہونے سے تھوڑا عرصہ پہلے حضرت ابا جان (حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب) نے مجھے بھی حضرت اماں جان کے ہاں بھجوا دیا تھا اور ایک ہی بڑے کمرہ میں حضرت اماں جان کے ساتھ ہم نے یہ بابرکت وقت اکٹھا گزارا۔ کمرہ کے ایک کونہ میں جو شمالی دیوار کی طرف بیت الدعا کے قریب تھا اس میں حضرت اماں جان کا بڑا پلنگ ہوتا تھا اور جنوبی دیوار کی طرف جو بیت مبارک کی سمت تھی دو کونوں میں ہمارے علیحدہ پلنگ تھے۔ میں نے نوٹ کیا کہ حضرت بھائی جان جب بھی گھر سے باہر جاتے تھے حضرت اماں جان سے اجازت لے کر جاتے تھے اور جن الفاظ سے حضرت اماں جان اجازت دیتی تھیں وہ میرے کانوں میں اب بھی گونج رہے ہیں حضرت اماں جان ہمیشہ یہ دعائیہ الفاظ کہہ کر اجازت دیتی تھیں "جاؤ اللہ حافظ و ناصر ہو" بڑی محبت اور بڑی گہرائی سے حضرت اماں جان یہ دعائیہ فقرہ کہتی تھیں۔ یادوں کی اس پرانی فلم کی ایک تصویر میں حضرت بھائی جان کا بیت مبارک میں بیٹھنا سامنے آتا ہے جب وہ مکرم حافظ محمد ابراہیم صاحب سے حفظ کلام الٰہی کا سبق لیتے اور مشق کیا کرتے تھے۔ تعلیم کے آغاز میں سب سے مقدم کلام الٰہی حفظ کرنا ہی تھا۔ دن کا کھانا حضرت اماں جان کے ساتھ کئی مرتبہ باورچی خانے میں چولہے کے پاس بیٹھ کر کھاتے تھے اور کئی مرتبہ حضرت اماں جان خود اپنے ہاتھ سے روٹی پکا کر دیتی تھیں۔ رات کا کھانا سردی کے موسم میں حضرت اماں جان کے بڑے دالان میں کھایا جاتا جو ہم سب کے سونے کا کمرہ بھی تھا اور جس میں سے بیت الدعا کو راستہ بھی جاتا تھا۔ کھانا فرش پر چنا جاتا تھا یا پھر اس کے لئے ایک چوکی بچھتی تھی جس پر چنا جاتا تھا اور اس کے چاروں طرف کھانے والے بیٹھتے تھے۔ گرمیوں کے موسم میں رات کا کھانا صحن کے بالائی حصہ میں ایک تخت پوش کے اوپر کھایا جاتا تھا۔ حضرت امام جماعت الثانی اکثر مغرب کے بعد حضرت اماں جان کے ساتھ کچھ وقت گزارتے تھے۔ اس موقع پر کمرہ یا صحن میں ٹہلتے رہتے اور باتیں بھی اسی طرح ٹہلتے ہوئے کرتے تھے۔ اس موقع پر اکثر حضرت ابا جان بھی ساتھ ہوتے تھے اور چھٹیوں کے ایام میں حضرت ماموں جان (حضرت میر محمد اسماعیل صاحب سول سرجن) بھی موجود ہوتے اکثر دینی مسائل اور سلسلہ کی باتیں ہوتی تھیں اور جب حضرت امام جماعت الثانی تشریف لے جاتے تھے تو کھانا شروع ہوتا تھا جو مغرب اور عشاء کے درمیان کھایا جاتا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جماعت الثانی مغرب کی عبادت سے فارغ ہو کر تشریف لائے اور ہم بچوں سے مخاطب ہو کر فرمایا دیکھو کلام الٰہی اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور علم کا سمندر ہے تم لوگ اس پر غور کرنے کی عادت ڈالو۔ اس غور کی عادت کے ثبوت میں اگر کوئی موتی نکال کر پیش نہیں کر سکتے تو کم از کم ایک سیپی ہی نکالو تاکہ معلوم ہو سکے کہ تم نے غور کی اس عادت کو اپنا لیا ہے۔ غرضیکہ یہ ایام بڑی برکتوں والے تھے اور حضرت امام جماعت الثالث کی تربیت حضرت اماں جان کی براہ راست نگرانی میں اسی پاکیزہ ماحول میں ہوئی۔

کلام الٰہی کے حفظ کرنے کے بعد حضرت بھائی جان نے مدرسہ احمدیہ میں پڑھ کر مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا اور اس کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور میں بی۔ اے تک پڑھتے رہے۔ ان ایام میں احمدیہ ہوسٹل پہلے ٹمپل روڈ پر رہا اور پھر چوبرجی کے علاقہ میں بہاولپور روڈ پر ایک کوٹھی میں منتقل ہوا۔ گورنمنٹ کالج میں طالب علمی کے ایام میں مجھے یاد ہے حضرت بھائی جان نے دعوت الی اللہ کے لئے چھوٹے چھوٹے پمفلٹوں کا سلسلہ شروع کیا۔ دو ورقہ پمفلٹ ہوتے تھے۔ جو بڑے عمدہ کاغذ پر شائع کرتے تھے۔ چند منٹ میں پڑھے جا سکتے تھے۔ ان کی تقسیم پر کالج کے حلقوں میں کافی ہلچل اور دلچسپی پیدا ہوئی اور طالب علموں میں دعوت الی اللہ کا ایک دلکش طریق رائج ہوا۔ اس کی وجہ سے احمدی طلباء اور ان کے ساتھیوں میں بحث مباحثے بھی ہوتے رہے۔ جن میں ملک عبدالرحمان صاحب خادم پیش پیش تھے اور بڑی قابلیت اور موثر طریق پر بحث کرتے تھے اور بڑی حاضر جوابی سے ساکت کرنے والے دلائل دیتے تھے۔

کالج کے بعد پھر ہمیں اکٹھے رہنے کا موقع انگلستان میں نصیب ہوا۔ حضرت بھائی جان آکسفورڈ میں Ballidl کالج میں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ ہم دوسرے بھائی (مرزا ظفر احمد، مرزا سعید احمد اور خاکسار) لندن میں تھے گو آخری سال 1938ء میں میں بھی آکسفورڈ چلا گیا تھا۔ ان دنوں حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب جب انگلستان تشریف لاتے تھے تو آکسفورڈ میں بھی آتے تھے اور حضرت بھائی جان کے ساتھ کچھ وقت گزارتے تھے۔ آکسفورڈ میں حضرت بھائی جان مختلف لائبریریوں اور کتب کی دکانوں پر جاتے تھے اور بڑی دلچسپی اور گہری جاذبیت سے مطالعہ جاری رکھتے تھے۔

تعلیم سے فراغت کے بعد قادیان واپسی کا زمانہ آیا۔ جو 1939ء سے 1947ء میں قیام پاکستان تک کا ہے لندن سے فراغت کے بعد حضرت امام جماعت الثانی کی ہدایت کے تحت حضرت بھائی جان نے چند ماہ مصر میں عربی زبان بولنے کی مشق کے لئے بھی قیام فرمایا۔ قادیان واپسی پر تعلیمی ذمہ داریوں کے علاوہ سلسلہ کی خدمت میں انہماک سے کام کیا۔ چونکہ اس عرصہ میں میں ملازمت کے سلسلہ میں قادیان سے باہر رہا۔ اس لئے حضرت بھائی جان کی ان برسوں کی مصروفیات کا عینی شاہد نہ تھا۔ لیکن اس لمبے عرصے کے دو واقعات میرے ذہن میں حاضر ہیں۔ اول اسمبلی کے الیکشن کے ایام تھے جس میں حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال جماعت کی طرف سے بطور نمائندہ کھڑے ہوئے تھے اور ان کا مقابلہ بٹالہ کے ایک بااثر گدی نشین خاندان کے سربراہ سے تھا۔ ان دنوں حضرت بھائی جان نے بڑی مستعدی اور بڑی جانفشانی سے دن رات ایک کر کے کام کیا اور یہ کیفیت کئی ہفتہ تک رہی۔ حضرت ابا جان تمام کام کے انچارج تھے اور ہمارے گھر کے مردانہ حصہ میں ایک قسم کا اپریشن روم بنا ہوا تھا اور چوبیس گھنٹے گہما گہمی رہتی تھی۔ حضرت بھائی جان مشقت برداشت کرنے کے پوری طرح عادی تھے اور رات دن اس کام میں مصروف رہتے۔ نہ کھانے کی ہوش اور نہ آرام کی فکر، ایک ہی دھن تھی کہ سلسلہ کے کام کا کوئی پہلو نامکمل نہ رہ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے کامیابی بھی عطا کی اور جماعت باوجود سخت مخالفت کے سرخرو ہوئی۔ دوسرا موقعہ تقسیم ہند اور قیام پاکستان کے دوران تھا۔ ان دنوں میں اس کام کے انچارج حضرت بھائی جان تھے اور بڑی جانفشانی، بڑی دلیری اور بڑی ہمت سے کام کیا۔ جماعت کے افراد کو اور حقیقتاً تمام علاقہ کے مسلمانوں کو بڑی حد تک دشمنوں کے پیہم حملوں سے محفوظ رکھا اور جانی نقصان برائے نام ہوا۔ ایک ایک وقت میں ستر ستر ہزار لوگوں کے کھانے اور رہائش کا انتظام کیا اور ان کو حفاظت سے پاکستان پہنچایا۔ ان دنوں کے اخبارات میں کئی مرتبہ جماعت کی اس قربانی اور دلیرانہ دفاع کا ذکر کیا گیا اور جماعت کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔ یہ حضرت بھائی جان کی فیلڈ میں قیادت اور ہمت اور محنت کا ثمرہ تھا۔ ان دونوں واقعات میں حضرت بھائی جان کے خصوصی اوصاف ابھر کر سامنے آئے، محنت، ہمت، شجاعت، دلیری، سادگی، پلاننگ اور حکمت عملی کے کل اوصاف اپنی پوری شان سے جلوہ گر رہے۔

پاکستان کے قیام کے بعد ربوہ منتقل ہونے تک قیام رتن باغ لاہور میں رہا اور اس عرصہ میں تعلیم الاسلام کالج کے پرنسپل کے عہدہ پر فائز رہے۔ یہ دور بھی بڑی محنت کا دور تھا۔ لٹے ہوئے بے سروسامان سب آئے اور اس خاک سے ایک کامیاب تعلیمی ادارہ کو اٹھایا جس نے تعلیمی درسگاہوں میں ایک امتیازی حیثیت حاصل کی۔ جب یہ ادارہ ربوہ میں منتقل ہوا تو ایک بار پھر بے سروسامانی کی حالت میں کام شروع ہوا۔ نئی عمارت حضرت بھائی جان نے اسی لگاؤ اور محنت سے بڑی کفایت اور تھوڑی رقم میں مکمل کروائی اور ہماری اس درسگاہ نے صوبہ بھر میں امتحانات اور اخلاق اقدار اور سپورٹس میں کامیاب اور امتیازی حیثیت حاصل کی۔

کالج کی ذمہ داریوں کے ساتھ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی لمبی بیماری کے زمانہ میں جماعت کے بہت سے بوجھ آپ کے ہی کندھوں پر پڑے اور خوش اسلوبی سے سرانجام پائے یہ ایک تاریخی دور تھا جس کی تاریخ کسی صاحب قلم کی منتظر ہے۔ حضرت امام جماعت الثانی کی طویل علالت کئی الٰہی مصلحتیں لئے ہوئے تھی اور ایک نہایت پرشوکت، بابرکت اور الٰہی وعدوں سے معمور پچاس سال سے زائد کا دور اپنے اختتام کی طرف جا رہا تھا اور آنے والی قیادت کو تیار کرتے ہوئے اس کے لئے راستہ صاف کر رہا تھا۔

حضرت امام جماعت الثالث کا دور امامت قریباً سترہ سال رہا۔ حضرت امام جماعت الثانی کی زائد از پچاس سالہ امامت ایک نہایت شاندار اور پرشوکت اور برکتوں سے معمور امامت تھی جو جماعت میں بلکہ دنیا بھر کی الٰہی تحریکات میں ایک خاص امتیاز رکھتی ہے۔ جس نے مخالفتوں کے طوفانوں میں سے اپنا راستہ صاف کرتے ہوئے جماعت کو ایک مضبوط چٹان کی طرح بین الاقوامی حیثیت میں لا کھڑا کیا۔ ایسی عظیم الشان امامت کی جانشینی کوئی معمولی بات نہ تھی لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم نے حضرت بھائی جان کو توفیق بخشی کہ جماعت کی قیادت کے فرائض اس طور پر انجام دیئے کہ جماعت ترقی پر ترقی کرتی چلی گئی۔ تعداد میں، غیر ممالک میں پھیلاؤ میں، مالی قربانی میں، اشاعت کلام الٰہی میں، تعلیمی ترقی میں اس نے ہر دن اپنا قدم آگے بڑھایا، اس دوران میں صد سالہ جوبلی منصوبہ نصرت جہاں فنڈ اور افریقہ کے ممالک میں مساعی اور خدمت خلق میں

ایک اچھی بات

خوش قسمت ہے وہ جو خدا تعالیٰ کی پناہ لیتا ہے اور کون ہے جو بجز خدا تعالیٰ کے ان آفات سے پناہ دے سکتا ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شاندار کام سرانجام پایا- تعلیم میں فروغ اور احمدی طالب علم اور طالبات میں تعلیمی میدان میں آگے بڑھنے کا خوشکن ولولہ پیدا کیا- یہ ہماری تاریخ کا ایک اہم باب ہے اور آنے والا مورخ اپنے وقت پر ان کے نقوش کو اجاگر کرے گا- فی الحال میرے مضمون کا اصل مقصد ان تفاصیل کا بیان نہیں- انہی سنہری کارناموں میں 1974ء کے واقعات ایک اہم حیثیت رکھتے ہیں- جماعت اس کٹھن امتحان اور ابتلاء میں حضرت امام جماعت الثالث کی قیادت میں پوری شان سے سرخرو نکلی- ان واقعات پر اس وقت روشنی نہیں ڈالی جا سکتی- لیکن کون نہیں جانتا کہ ان واقعات کو جماعت کی تاریخ میں ایک اہم مقام حاصل ہے جو کسی روز اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ دنیا کے سامنے آئیں گے-

حضرت بھائی جان کو اپنی زندگی کے آخری چند ماہ پہلے ایک گہرا زخم و صدمہ اپنی رفیقہ حیات حضرت آپا منصورہ بیگم صاحبہ کی اچانک وفات کی صورت میں پہنچا- حضرت اماں جان نے خود یہ رشتہ بڑی چاہت اور دعاؤں کے ساتھ کیا اور ان دعاؤں کے ثمرہ میں یہ ایک مثالی جوڑے کی شکل میں ہمیشہ قائم و دائم رہا- ان کی وفات پر حضرت بھائی جان پر طبعاً ایک بہت گہرا اثر تھا لیکن آپ نے کمال صبر و ضبط سے کام لیتے ہوئے اپنے غم کو اپنے سینہ میں ہی دبائے رکھا اور جماعت کے لئے اللہ کی تقدیر پر رضا اور ضبط و تحمل کا ایک نایاب نمونہ پیش کیا- 1981ء کے جلسہ سالانہ پر جب میں اس صدمہ کے بعد پہلی مرتبہ ملا تو مصافحہ کے لئے اٹھتے ہوئے دور سے ہی صرف ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں- کہا بعد کی ملاقات میں کئی مرتبہ ذکر آیا- پرانی تصاویر جو آپا کے ساتھ تھیں دکھائیں ان میں سے انتخاب کرتے رہے- پھر ایک روز ہمارے کمرہ میں تشریف لائے اور فرمایا کہ منصورہ کی وفات کے دوسرے روز میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ میری ایک دفعہ منصورہ سے ملاقات کرا دے تو اس رات کشفی حالت میں اللہ نے اپنی کمال شفقت سے اس خواہش کو پورا کیا- آپ نے تفصیل سے اسے بیان کیا اور فرمایا کہ منصورہ بیگم نے ایک نہایت خوبصورت رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا اور ستونوں والی ٹیرس کی شکل کی ایک عمارت میں جو سات طبقات میں تقسیم شدہ تھی اس میں ان کی ملاقات کے لئے مجھے لے جایا گیا- ایک مقام پر پہنچ کر مجھے آواز آئی کہ اس سے آگے نہ تم اوپر جا سکتے ہو اور نہ وہ نیچے آ سکتی ہیں- وہاں میں نے منصورہ بیگم کو دیکھا- نہایت ہی خوشنما منظر تھا اور منصورہ بیگم بہت خوش تھیں اور میرے دل میں اس ملاقات کی وجہ سے بڑا سکون پیدا ہوا-

انہی دنوں قصر امامت اور دفاتر پرائیویٹ سیکرٹری اور ملاقات کے کمروں کی تعمیر ہو رہی تھی خود نگرانی فرماتے تھے اور عبادت کے لئے جاتے ہوئے' واپسی پر کچھ قیام فرما کر ہدایات دیا کرتے تھے- ایک روز مجھے فرمانے لگے کہ اس پر خرچ کافی آ رہا ہے- ضروریات بھی بڑھ چکی ہیں اور تعمیر کی لاگت بھی- میں نے لمبا عرصہ ایک نیم شکستہ مکان و دفتر میں گزارا کیا- پھر سوچا کہ یہی تذبذب آنے والے امام جماعت کو بھی ہو گا- سترہ سال قریباً ناقابل استعمال مکان میں رہتے ہوئے اگر یہ بن جائے تو کم از کم اگلے امام جماعت کو اس تذبذب اور ہچکچاہٹ کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا-

تفریحات میں آپ کا شغف 'زمینداره' پھول' قدرت کے نظارے' شکار تیراندازی اور گھوڑوں خصوصاً عربی نسل کے گھوڑوں میں مرکوز تھا- قدرت کے حسین نظاروں سے بہت لطف اٹھاتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے تھے ان کی تصاویر بھی لیتے تھے اور بہت شوق سے دکھاتے تھے جن امور میں دلچسپی ہوتی تھی اس پر متعلقہ کتب کا اہتمام سے مطالعہ کرتے تھے اور وسیع علم رکھتے تھے جو حیران کن ہوتا تھا- گھوڑوں پر بہت سی باتصویر کتب اکٹھی کی تھیں اور زیر مطالعہ رکھتے تھے- طب سے بھی دلچسپی تھی خصوصاً ہومیو پیتھی دوائیوں سے' بیماروں اور حاجت مندوں میں شوق سے ادویات تجویز کرتے تھے اور خود تقسیم بھی کرتے تھے- اپنے استعمال میں نیچرل فوڈ سپلیمنٹ اور وٹامنز کو ترجیح دیتے تھے- ان میں سے بہت سے امور میں خاندانی روایات کی جھلک تھی اور ایک پاکیزہ دلچسپی کے علاوہ خدمت خلق کا جذبہ بھی تھا-

بچوں سے بہت پیار کرتے تھے اور ان میں کسی رنگ یا نسل کی تمیز کو گوارا نہ فرماتے تھے- حبشی اور پسماندہ اقوام کے بچوں سے دوسروں سے بڑھ کر محبت اور لگاؤ کا اظہار فرماتے تھے اور نئی نسل کے لئے ایک تڑپ تھی کہ یہ تعلیم اور اخلاق میں دوسروں سے ہر جہت اور ہر لحاظ سے آگے نکلیں- اس جذبہ سے بچوں اور نوجوانوں کے لئے تعلیم میں دلچسپی اور ترقی کے لئے انعامات اور ذاتی خط و کتابت کی مختلف سکیموں کا اعلان فرمایا اور ان کی بہبود پر اپنی توجہ مرکوز کی-

بنی نوع انسان سے شفقت اور ان کی بھلائی آپ کے حسین اخلاق کا ایک اہم حصہ تھا- غیروں سے بہت تلخیاں اٹھائیں لیکن تعصب و نفرت کا جواب حسن سلوک اور محبت سے دیا- گالیاں سنیں اور دعائیں دیں- اور باوجود ہر قسم کے دباؤ اور انگیخت کے جماعت کے افراد کو دین کی حسین تعلیم سے بھٹکنے نہیں دیا- حوصلہ کا یہ جوہر ایک باخدا انسان ہی دکھا سکتا ہے- اشاعت دین کی مہم میں حضرت امام جماعت الثالث کی خاص دلچسپی اور توجہ یورپ اور افریقہ میں نئے مشن اور بیوت الذکر کے قیام اور تراجم کلام الٰہی اور اس کی اشاعت میں نمایاں طور پر قائم رہی- اور بیوت الذکر کی تعمیر میں سب سے زیادہ دلچسپی کا مرکز پیدرو آباد سپین میں بیت بشارت رہی- جگہ کا انتخاب' تعمیر کا نقشہ اور تعمیر کے مختلف مراحل غرضیکہ ہر جہت میں پوری دلچسپی لی اور بے تابی سے اس کی تکمیل کے منتظر رہے- 1981ء کے جلسہ کے موقع پر جب میں گیا تو بیت بشارت کے آئے ہوئے فوٹو مجھے دکھائے اور خاص طور پر تفصیلاً بتلایا کہ اس کے مینارے میں نے قادیان کے منارۃ کے نقشہ پر تیار کروائے ہیں اور بہت بھلے لگ رہے ہیں- ایک فوٹو مجھے

باقی صفحہ 7 پر

○

مسرتوں سے اگرچہ گریز کرتا ہوں
کبھی کبھی میں غمِ زندگی سے ڈرتا ہوں

نہ راس آئی کبھی مجھ کو رہ کی ہمواری
میں خار زار سے ہنستا ہوا گذرتا ہوں

دباؤ اور دباؤ کہ میں ابھرتا رہوں
مسل کے دیکھو مجھے کس طرح نکھرتا ہوں

بلندیوں سے کبھی میں نے رابطہ نہ کیا
ہر ایک پستی میں مَیں شوق سے اترتا ہوں

لٹک رہی ہیں تو لٹکیں ہزار تلواریں
میں اپنے جرمِ محبت سے کب مکرتا ہوں

یہ گردِ راہ مرے واسطے تو غازہ ہے
میں خاک زادہ ہوں اور خاک سے سنورتا ہوں

وہیں پہ لگتا ہے اِک آسمان ٹوٹ پڑا
زمیں پہ میں جہاں اپنا پاؤں دھرتا ہوں

نسیم مجھ کو خدا سے ملی ہے یہ توفیق
میں آپ بنتا ہوں اور آپ ہی بگڑتا ہوں

ہر ایک سانس مجھے لے گئی فنا کے قریب
میں اپنی سانسوں میں جیتا ہوں اور مرتا ہوں

ہزار رنج سے میں نے کیا تھا ان کو وداع
ہزار شوق سے اب انتظار کرتا ہوں

نسیم سیفی

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوتا انسان اگر سچے دل سے اور اخلاص لیکر رجوع کرے تو وہ غفور رحیم ہے اور توبہ کو قبول کرنے والا ہے یہ سمجھنا کہ کس کس گناہگار کو بخشے گا خدا تعالیٰ کے حضور سخت گستاخی اور بے ادبی ہے- اس کی رحمت کے خزانے وسیع اور لا انتہا ہیں- اس کے حضور کوئی کمی نہیں اس کے دروازے کسی پر بند نہیں ہوتے-

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈاکٹر منیر احمد خان

بشکریہ روزنامہ "آج کل" ہفتہ 30-نومبر96ء

ڈاکٹر عبدالسلام کی رحلت-ایک قومی المیہ

نوبل انعام یافتہ پاکستانی سائنس دان پاکستان کی سائنسی ترقی کی خواہش دل میں لئے اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ وہ تمام زندگی پاکستان کے نوجوان سائنس دانوں کو تربیت دینے کے لئے پاکستان میں ادارہ قائم کرنے کے خواب دیکھتے رہے۔ تاہم ایوب خان سے لے کر بے نظیر بھٹو تک کوئی حکومت انہیں پاکستان لانے کی جرأت نہ کر سکی۔ ڈاکٹر عبدالسلام ہماری اجتماعی منافقت اور بے حسی کی علامت تھے اور ہمیں ان کی رحلت پر سکھ کا سانس لینا چاہئے۔

بہت کم پاکستانیوں نے پروفیسر عبدالسلام کی طرح پاکستان کا وقار بڑھایا ہے وہ نہ صرف پاکستان کے سب سے بڑے سائنس دان تھے بلکہ شاید اس صدی کے دوران مسلم ممالک میں پیدا ہونے والے عظیم ترین سائنس دان بھی تھے۔ جب وہ اپنے کیریئر کے عروج پر تھے ان کی صحت جواب دے گئی اور وہ اپنی مسلسل محنت اور انہماک کے ثمرات سے لطف اندوز نہ ہو سکے۔ وہ نئے سائنسی مفروضوں پر کام کر رہے تھے اور انہیں دوسری مرتبہ نوبل پرائز ملنے کے امکانات تھے۔

عالمی شہرت کے حامل سائنس دان ہونے کے علاوہ ایک تخیل پرست' محب وطن' اپنی سر زمین کے خادم اور سب سے بڑھ کر ایک منکسرالمزاج انسان تھے۔ سائنس کی سرحدوں میں وسعت پیدا کرنے میں ان کی کامیابی نے ان کی منکسرالمزاجی میں مزید اضافہ کیا اور ہم وطنوں کے ساتھ ان کا رشتہ مزید گہرا ہو گیا۔ انہوں نے اپنے پیچھے تیسری دنیا اور خصوصاً پاکستان میں ہزاروں اعلیٰ تربیت یافتہ سائنس دان چھوڑے ہیں جو اکیسویں صدی میں ان کے مشن کو جاری رکھیں گے۔ اگرچہ انہوں نے ہمارے لئے اور دوسرے ترقی پذیر ممالک کے لئے بہت کچھ کیا لیکن ہمارے پاس ان کا قرض چکانے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔

عبدالسلام سے میری پہلی ملاقات 1942ء میں کالج میں ہوئی۔ ہم ایک ہی کالج کے طالب علم تھے۔ پھر ہم پاکستان میں سائنس اور ٹیکنالوجی کے لئے عمومی جدوجہد میں شامل ہو گئے اور دوست بن گئے۔ وہ یونیورسٹی امتحانات میں ہندوؤں کے قائم کردہ تمام تر ریکارڈ توڑ کر پہلے ہی شہرت حاصل کر چکے تھے۔ انہوں نے نہ صرف امتحانات میں نمایاں کامیابیاں حاصل کیں بلکہ انہیں یہ امتیاز بھی حاصل تھا کہ وہ بیک وقت گورنمنٹ کالج یونین کے صدر اور کالج مجلہ "راوی" کے مدیر بھی تھے۔ وہ 1947ء میں کیمبرج چلے گئے اور ان کے واپس آنے سے پہلے میں 1951ء میں امریکہ چلا گیا۔ لیکن ہمارا رابطہ بحال رہا۔ خصوصی طور پر جب 958ء میں میری انٹرنیشنل اٹامک انرجی کمیشن میں شمولیت کے بعد ان سے رابطہ مضبوط ہو گیا۔

1960ء میں ایک دن وہ ویانا میں میرے دفتر آئے اور کہا کہ کیوں نہ "آئی اے ای اے" کے تحت تھیوریٹیکل فزکس کا ایک سنٹر قائم کیا جائے۔ اس کے اخراجات نہ ہونے کے برابر ہوں گے۔ صرف سٹیشنری کا خرچہ آئے گا اور فائدہ یہ ہو گا کہ مشرق و مغرب کے سائنس دان اپنی تنہائی توڑ کر ایک دوسرے سے مل بیٹھیں گے۔ خصوصی طور پر ترقی پذیر ممالک کے سائنس دان جو سائنس کی دنیا کے ساتھ اپنے رابطے ختم کرتے جا رہے ہیں۔ جب میں نے "آئی اے ای اے" کے شعبہ تحقیق کے سربراہ سے ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کے لئے وقت مانگا تو ان کا کہنا تھا "یہ ڈاکٹر عبدالسلام کون ہیں؟" جب انہیں بتایا گیا کہ ڈاکٹر صاحب رائل سوسائٹی کے کم عمر ترین رکن ہیں تو ان کا لہجہ بدل گیا۔ بعد ازاں ڈاکٹر عبدالسلام اور ڈاکٹر سیلگ مان دوست بن گئے لیکن بدقسمتی سے ڈاکٹر سیلگ زیادہ عرصہ زندہ نہ رہ سکے۔

انہوں نے "آئی اے ای اے" کے عام اجلاس میں "انٹرنیشنل سنٹر فار تھیوریٹیکل فزکس" قائم کرنے کی تجویز پیش کی لیکن ترقی یافتہ ممالک کی جانب سے اس کی بہت مخالفت کی گئی۔ "آئی اے ای اے" کی سائنسی مشاورتی کمیٹی' جس میں نوبل انعام یافتہ ربی اور ھومی بھابا شامل تھے' نے اس کی شدید مخالفت کی۔ نجی طور پر بھابا یہ سنٹر بمبئی میں بنانا چاہتے تھے اور انہوں نے عبدالسلام سے مدد کی درخواست بھی کی۔ ڈاکٹر عبدالسلام نے اس پیش کش کو رد کر دیا۔ انہوں نے تمام دنیا کے سائنس دانوں کی مدد حاصل کرنے کی کوشش کی جس میں نوبل انعام یافتہ ہانس بیتھ بھی شامل تھے۔ یہ سب لوگ ڈاکٹر عبدالسلام کی بہت قدر کرتے تھے۔ آخر کار "آئی اے ای اے" نے اپنی مشاورتی کمیٹی کی مخالفت کو رد کرتے ہوئے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کی منظوری دے دی۔ ڈاکٹر عبدالسلام چاہتے تھے کہ یہ منصوبہ پاکستان میں شروع ہو۔ اس کے لئے عمارت اور دوسری ضروری اشیاء کے لئے انہوں نے ایوب خان سے 10 لاکھ ڈالر کا مطالبہ کیا لیکن انہیں یہ منصوبہ پسند نہیں آیا اور پاکستانی حکومت نے اسے رد کر دیا۔ اس کے بعد انہوں نے اٹلی کی پیشکش قبول کر لی۔ لیکن انہوں نے اس کی ایک شاخ اسلام آباد میں کھولنے کی کوشش ترک نہ کی کیونکہ وہ پاکستان واپس آکر نوجوان پاکستانیوں کو تربیت دینا چاہتے تھے لیکن ان کا خواب کبھی پورا نہ ہو سکا۔

تیسری دنیا کی سماجی اور معاشی ترقی کے لئے سائنس سے مدد لینے کا ان کا خواب مفروضوں کی سطح سے آگے تھا۔ انہوں نے اپنے ادارے میں محض نظریاتی تحقیق نہیں کی بلکہ کمپیوٹر' الیکٹرانک' کیمسٹری' انرجی کے موضوعات پر اجلاس منعقد کئے بلکہ ان کے لئے متعلقہ ادارے بھی قائم کئے۔ انہوں نے ترقی پذیر ممالک کو اکیسویں صدی میں سائنس کے کردار کا احساس دلایا۔ انہوں نے لاطینی امریکہ' افریقہ' مشرق وسطیٰ اور ایشیا کے کئی صدور اور وزرائے اعظم کو سائنس کو پہلی ترجیح دینے پر قائل کیا لیکن پاکستان کے ضمن میں وہ ہمیشہ ناکام رہے۔ وہ اعلیٰ ٹیکنیکی ادارے' ایم آئی ٹی قسم کی یونیورسٹیاں اور سائنس کے لئے دوسرے عمومی ڈھانچے تعمیر کرنے کے لئے پاکستان کو قائل کرنے کی کوشش کرتے رہے اور ناکامی سے دوچار ہوتے رہے۔ یہ ایک عظیم المیہ اور ہمارے منصوبہ سازوں اور سیاست دانوں کی ناکامی ہے کہ ہم اپنی بقاء اور مستقبل کے لئے سائنس کی اہمیت کا ادراک نہیں کر سکے۔

سائنس کی دنیا کے لئے عبدالسلام ہمارا دریچہ تھا کیونکہ تمام دنیا کے عظیم ترین سائنس دان ان کا احترام کرتے تھے۔ انہوں نے دنیا کے اعلیٰ ترین تحقیقی اداروں اور یونیورسٹیوں میں تیسری دنیا کے سیاست دانوں کو مواقع مہیا کئے۔ تھیوریٹیکل فزکس میں ان کی نمایاں خدمات کے علاوہ جس کے لئے انہیں نوبل انعام ملا' ان کا سب سے بڑا ورثہ یہ ہے کہ انہوں نے تیسری دنیا کے لئے سائنس دانوں کی ایک کثیر تعداد کو تربیت دی۔

پروفیسر عبدالسلام نے پاکستان میں سائنس کی ترقی کیلئے ناقابل فراموش خدمات سرانجام دیں اور 14سال تک "پی اے ای سی" کے رکن رہے۔ وہ اس کے قیام ہی اس کی راہنمائی کرتے رہے۔ انہوں نے ہی اس کے لئے عمارت تعمیر کرنے کے مقام کا تعین کیا اور حکومت کو قائل کیا کہ وہ سائنس دانوں کو تربیت دے' انہیں بیرون ملک بھیجے۔ انہوں نے نئے سائنس دانوں کو یونیورسٹیوں اور لیبارٹریوں میں جگہ دلوائی۔ انہوں نے پاکستان میں سیم و تھور کے مسئلے سے نمٹنے کے لئے ایوب خان کو امریکہ سے مدد لینے کا مشورہ دیا جس کے بعد ریوے مشن قائم ہوا۔ 1960ء کی دہائی میں مجھے ڈاکٹر عبدالسلام کے ساتھ نیو کلیئر فیول پروسیسنگ کے قیام کے لئے تجاویز تیار کرنے کا موقع ملا۔ ایوب خان نے معاشی بنیادوں پر اس منصوبے کو ترک کر دیا۔ اس طرح تیس برس قبل پاکستان نے اس اہم ترین ٹیکنالوجی کو حاصل کرنے کا موقع گنوا دیا۔ جب وہ انتہائی سستی قیمت پر بلا روک ٹوک حاصل ہو سکتی تھی۔

جب 1979ء میں انہوں نے نوبل انعام وصول کیا تو اس کے فوراً بعد اندرا گاندھی نے انہیں بھارت کا دورہ کرنے کی دعوت دی۔ انہوں نے کہا کہ وہ سب سے پہلے پاکستان جانا چاہتے ہیں اور انہوں نے ریاست کے مہمان کی حیثیت سے پاکستان کا دورہ کیا۔ کئی ممالک کے سربراہان کے ساتھ ان کے ذاتی تعلقات تھے اور وہ سب ان کی بہت قدر کرتے تھے۔ ایک مرتبہ چین کے دورہ کے دوران مجھے بتایا گیا کہ چینی اکیڈمی نے ان کے اعزاز میں ڈنر کا اہتمام کیا ہے جس میں وزیراعظم شریک ہوں گے۔ لیکن تمام تر پروٹوکول کو توڑتے ہوئے چین کے صدر نے

باقی صفحہ 7 پر

عمر آر قریشی

ڈان کے شکریہ کے ساتھ

ایک نابغۂ روزگار کی موت

پاکستان کے بین الاقوامی طور پر مشہور و معروف سائنس دان اور سکالر ڈاکٹر عبدالسلام ایک لمبی بیماری کے بعد اپنے آکسفورڈ والے گھر میں وفات پا گئے۔ وہ ملک کے واحد نوبل پرائز جیتنے والے شخص تھے جنہوں نے یہ انعام 1979ء میں حاصل کیا۔ یہ ایوارڈ دنیا بھر کا سب سے زیادہ پروقار انعام ہے جس سے غیر معمولی کامیابیاں حاصل کرنے والے اہل علم اشخاص کو نوازا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سلام کی ہمشیرہ نے ڈان کو بتایا کہ عام طور پر بتائی جانے والی بات کے برخلاف ڈاکٹر سلام جھنگ میں نہیں بلکہ ساہیوال ضلع کے ایک چھوٹے سے گاؤں سنتوک داس میں پیدا ہوئے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ان کے سات بھائی تھے اور وہ ان کی اکیلی بہن تھی۔

ڈاکٹر سلام نے اپنے پیچھے ایک پاکستانی بیوی اور اس میں سے پیدا ہونے والی تین لڑکیاں اور ایک لڑکا اور ایک انگریز بیوی جس میں سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی چھوڑے ہیں۔ ان کی ہمشیرہ نے بتایا کہ ان کی وصیت تھی کہ انہیں ربوہ میں دفن کیا جائے جہاں ان کے ماں باپ پہلے ہی مدفون ہیں۔

ڈاکٹر سلام کا شاندار تعلیمی کیریئر 1979ء میں انتہا کو پہنچا جب انہوں نے نوبل پرائز حاصل کیا یہ انعام انہیں فزکس کے شعبہ میں پارٹیکل فزکس پر کام کرتے ہوئے الیکٹرومیگنیٹک کے ساتھ ایک نیوکلیئر فورس کے اتحاد کی پیش گوئی کرنے کی وجہ سے ملا (جس کی بعد ازاں سائنسی تصدیق ہو گئی)۔

ڈاکٹر سلام نے 1961ء سے لے کر 1974ء تک پاکستان کے صدر کے سائنسی مشیر کے طور پر کام کیا۔ وہ پاکستان سپیس اور اپر ایٹمس فیئر ریسرچ کمیٹی (Suparco) کے بانی چیئرمین تھے۔ 1959ء میں انہیں ستارہ پاکستان اور پرائڈ آف پرفارمنس کے تمغے دیئے گئے۔ اور اس کے علاوہ پاکستان کا نشان امتیاز بھی 1979ء

باقی صفحہ 6 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات واقعات شخصیات

ہیبرون سے اسرائیلی فوجوں کی واپسی

بالآخر ناممکن، ممکن ہو رہا ہے۔ آج سے ٹھیک 30 سال قبل جو بازی عربوں نے جنگ کے میدان میں ہاری تھی وہ بالآخر مذاکرات کی میز پر جیت لی۔ 30 سال قبل 1967ء میں چھ روزہ جنگ میں جو رمضان میں لڑی گئی اردن کے علاقوں میں سے ہیبرون بھی ایک وہ علاقہ تھا جس پر اسرائیل نے قبضہ کر کے عربوں کو غلام بنا لیا تھا۔ 30 سال کے طویل عرصے میں یہودیوں کا یہی خیال تھا کہ اس شہر پر ان کا قبضہ ہمیشہ کے لئے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب اسرائیل اور فلسطینیوں کے درمیان مذاکرات بار بار ناکامی سے دوچار ہو رہے تھے تو یہودی علماء بڑے زور و شور سے دعائیں مانگنے میں مصروف تھے کہ یہودیوں کا خدا اس شہر کو فلسطینیوں کے قبضے میں جانے سے بچالے۔

لیکن بالآخر یہودی افواج نے از خود فلسطینی پولیس کو اس علاقے کا قبضہ دے دیا۔ ہیبرون کا 80% علاقہ واپس کر دیا گیا ہے۔ جہاں پر فلسطینیوں کی خود مختار اتھارٹی کا قبضہ ہو گا۔ لیکن اس علاقے میں اور دیگر عرب خود مختار علاقوں میں فلسطینی پولیس کے علاوہ اور کوئی مسلح فوج نہیں ہو گی۔ یہ اس بات کا اشارہ ہے کہ اسرائیل جب بھی جارحیت پر اترنا چاہے گا وہ چشم زدن میں ان علاقوں کو دوبارہ اپنے قبضے میں لے سکتا ہے خیر! اس صورت حال سے قطع نظر اب ہیبرون کے علاقے میں صرف 400 یہودی رہ گئے ہیں جو یہاں بدستور رہنے پر مصر ہیں۔ لیکن خیال ہے کہ ان کو ہر وقت مسلح رہنا پڑے گا ان کا خیال ہے کہ وہ فلسطینیوں کے ہاتھوں سلامت نہیں رہ سکتے۔ تاہم وہ یہاں سے جانے کو بھی تیار نہیں ہیں۔ 400 یہودیوں کے ساتھ 20 ہزار عرب اور فلسطینی رہیں گے۔

اسرائیلی فوجیوں کی واپسی پر ہیبرون میں جشن کا سا سماں تھا۔ آتش بازی اور گولے چھوڑے جا رہے تھے اسرائیلیوں نے اپنا پرچم خود اتارا اور اپنی پوزیشنیں خالی کر گئے۔

اسرائیل کی موجودہ حکومت جو انتہا پسند سیاسی جماعت لیکوڈ پارٹی پر مشتمل ہے۔ جب سے برسر اقتدار آئی ہے اس نے فلسطین کے علاقے میں امن کے عمل کو روک کر رکھ دیا تھا۔ امن کا جو عمل آنجہانی رابین نے شروع کیا تھا اور جس کے لئے ان کو اپنی جان کی بھی قربانی دینی پڑی' بے کار ہوتا نظر آ رہا تھا۔ عربوں اور اسرائیل میں کشیدگی بڑھتی جا رہی تھی۔ لیکن اب عالمی رائے عامہ اور خود اسرائیل کے مغربی حلیف خصوصاً امریکہ امن کے عمل کو آگے بڑھانا چاہتے تھے۔ اب اسرائیلیوں کو کوئی ساتھی میسر نہ تھا۔ مذاکرات ایک کے بعد ایک کر کے ناکام ہوتے رہے۔ جنگ کے سیاہ بادل منڈلاتے دکھائی دینے لگے۔ انتہا پسند عربوں نے ایک بار پھر اپنی تیاریاں شروع کر دیں۔ تحریک انتفادہ دوبارہ شروع کرنے کی کوششیں شروع ہو گئیں۔ ایک مرحلے پر تو نظر آ رہا تھا کہ سب کئے کرائے پر پانی پھر چکا ہے۔ امریکی نمائندہ ڈینس راس ناکام ہو کر وطن واپس چلے گئے۔ پھر اچانک یہ ہوا کہ اردن کے شاہ حسین نے تل ابیب کا دورہ کیا اور اسرائیلی وزیر اعظم کے ساتھ کامیاب گفت و شنید کی۔ اس دورے کے حیرت انگیز نتائج برآمد ہوئے اور وہ تاریخی معاہدہ روبہ عمل آگیا جس کی کئی مہینوں سے انتظار تھی۔ عرب اسرائیل معاہدہ طے پا گیا۔ اسرائیلی فوج ہیبرون خالی کر گئی۔

امن کا عمل ایک طویل تعطل کے بعد دوبارہ شروع ہو چکا ہے۔ اب امید ہے کہ اس عمل کا آخری مرحلہ یعنی شام اور لبنان کے ساتھ معاہدہ بھی طے پا جائے گا۔ لیکن شام کے صدر حافظ الاسد کو بھی اپنی طویل سخت پالیسی نرم کرنا پڑے گی۔ تاکہ گولان کی پہاڑیاں بھی 30 سال کے طویل وقفے کے بعد شام کے پاس واپس آ جائیں۔ اسرائیل کو بھی قابل قبول تحفظات دینے پڑیں گے تبھی یہ آخری معاہدہ طے پائے گا جس کے بعد عرب اسرائیل مفاہمت کا عمل مکمل ہو کر حقیقی امن کا دورہ شروع ہو سکے گا۔ اب عالمی مبصرین کی نظریں اسی پیش رفت پر لگی ہوئی ہیں۔

○○○

سوڈانی باغیوں کی کامیابیاں

سوڈان کئی برسوں سے اسلامی انتہا پسندی کی راہ پر چل رہا ہے اس عمل میں سوڈان نے اپنے تمام ہمسایہ ممالک مصر' ایتھوپیا' اریٹریا Eritria' یوگنڈا وغیرہ کو ناراض کر رکھا ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ ان ممالک کی جلی یا خفی امداد کے نتیجے میں مشرقی فرنٹ پر سوڈان کے باغی کامیابی سے پیش قدمی کر رہے ہیں۔

حال ہی میں سوڈانی باغیوں نے دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے ایک اور اہم شہر پر قبضہ کر لیا ہے۔ سوڈان کا کہنا ہے کہ باغی ایتھوپیا اور اریٹریا Eritria سے آتے ہیں اور انہی ملکوں کی حمات سے پیش قدمی کر رہے ہیں۔

مغربی مبصرین کا کہنا ہے کہ سوڈان کی فوج انتشار کا شکار ہے اور اس کے حوصلے پست ہیں۔ جبکہ باغیوں کے پاس اچھے ہتھیار ہیں۔ ان کی تربیت بھی بہتر ہے اور وہ زیادہ منظم اور حوصلے میں ہیں۔ یہ باغی سوڈان کی انتہا پسند اسلامی پالیسیوں کے مخالف ہیں اور سردست ان کی کامیابیاں سوڈان کی حکومت کو پریشان کئے ہوئے ہیں۔

○○○

جنوبی کوریا کے کارکنوں کے مظاہرے

جنوبی کوریا جو صنعتی میدان میں یورپ اور امریکہ تک پیش قدمی کر رہا ہے اور جس کی مصنوعات اور ماہرین مغربی ایشیا کو پار کر کے وسط ایشیا تک جا رہے ہیں۔ اس وقت اندرونی طور پر کارکن مزدوروں کی بے چینی کا شکار ہے۔ جنوبی کوریا کی حکومت نے حال ہی میں جو نئے لیبر قوانین نافذ کئے ہیں ان پر کارکنوں نے بڑی سختی سے منظم ہڑتال کی ہے۔ مظاہروں کا سلسلہ جاری ہے۔ ان کے لیڈروں نے جنوبی کوریا کی حکومت اور صدر سے مذاکرات کرنے سے بھی انکار کر دیا ہے اور کہا ہے کہ پہلے یہ مزدور دشمن قوانین واپس لئے جائیں۔

جنوبی کوریا کی حکومت کو ان واقعات سے سخت دھچکا پہنچا ہے۔ عالمی سطح پر اس کی ساکھ خراب ہو رہی ہے۔ خطرہ ہے کہ ان مظاہروں اور ہڑتالوں سے اس کی صنعتی شہرت کو نقصان پہنچے گا۔ پچھلی دو دہائیوں میں مشرق بعید کے جن ممالک نے صنعتی میدان میں نمایاں ترقی کی ہے ان میں جنوبی کوریا کا نام بہت نمایاں ہے تاہم اس کے ساتھ مزدوروں اور کارکنوں کو خوش رکھنا بھی ضروری ہے دیکھنا یہ ہے کہ جنوبی کوریا کی حکومت کارکنوں کو خوش رکھنے میں کامیاب ہوتی ہے یا نہیں۔

○○○

بقیہ صفحہ 5

میں دیا گیا۔

1957ء میں ڈاکٹر سلام نے امپیریل کالج برائے سائنس اینڈ ٹیکنالوجی لندن میں تھیوریٹیکل فزکس کا شعبہ قائم کیا اور سربراہ بنے۔ اور 1993ء تک اس عہدہ پر قائم رہے۔ اس سے پہلے وہ 25 سال کی عمر میں وہ پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ ریاضی کے سربراہ مقرر کئے گئے اور انہوں نے اس عہدہ پر 1951ء سے 1954ء تک کام کیا۔

1964ء میں ڈاکٹر سلام نے انٹرنیشنل سنٹر برائے تھیوریٹیکل فزکس قائم کیا اور اس کے ڈائریکٹر بنے۔ یہ ادارہ یونیسکو کی انٹرنیشنل اٹامک انرجی ایجنسی اور اطالوی حکومت کی مدد سے قائم کیا گیا۔

ڈاکٹر سلام اپنی تعلیمی زندگی میں ہمیشہ ہی ایک بہت شاندار طالب علم رہے اور پنجاب یونیورسٹی کے ہر امتحان میں انہوں نے ہمیشہ ہی سب سے پہلی پوزیشن حاصل کی۔

1946ء میں انہوں نے سینٹ جانز کالج کیمبرج یونیورسٹی کے لئے نہایت ہی پروقار فاؤنڈیشن سکالر شپ حاصل کیا۔ جہاں انہوں نے ریاضی اور فزکس کی تعلیم حاصل کی۔ وہاں ان دونوں مضامین میں انہوں نے ڈبل فرسٹ حاصل کیا۔ اور اس طرح ریاضی کے شعبہ میں دیا جانے والا ریلنگر انعام حاصل کیا۔

انہوں نے اپنی پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری تھیوریٹیکل فزکس میں حاصل کی اور اس کے لئے انہوں نے اپنی تحقیق کیمبرج یونیورسٹی کی کیونڈش لیبارٹریز میں کی۔ 1950ء میں کیمبرج کی طرف سے انہیں سمتھ پرائز دیا گیا۔ اور یہ انعام انہیں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کرنے سے پہلے فزکس میں ان کی خدمات کے سلسلے میں دیا گیا۔

1954ء سے 1956ء تک انہوں نے کیمبرج میں لیکچرر کے طور پر کام کیا اور 1951ء سے 1956ء تک کے لئے انہیں سینٹ جانز کالج کے فیلو کے طور پر چن لیا گیا۔

1958ء میں ڈاکٹر سلام نے ہاپکنس انعام اور آدمز انعام حاصل کئے۔ 1961ء میں وہ پہلے شخص تھے جنہیں میکسویل میڈل دیا گیا اور اس کے علاوہ فزیکل سوسائٹی لندن کا ایوارڈ بھی دیا گیا۔

تین سال بعد انہیں رائل سوسائٹی لندن کی طرف سے ہیوگز میڈل دیا گیا۔ 1965ء میں ڈاکٹر سلام نے کیمبرج میں کیونڈیش لیبارٹریز میں باوقار سکاٹ لیکچرز دیئے۔ 1971ء میں آپ نے رابرٹ اوپن ہیمر میموریل میڈل اور میامی یونیورسٹی سے بھی ایک انعام حاصل کیا۔ اور 1976ء میں لندن کی انسٹی ٹیوٹ آف فزکس سے گوتھرک میڈل اور اس کے ساتھ انعام ان کو دیا گیا۔

1977ء سے لے کر 1983ء کے مختصر عرصہ میں ڈاکٹر سلام نے مندرجہ ذیل اداروں سے ایوارڈ حاصل کئے۔

1۔ کلکتہ یونیورسٹی
2۔ روم کی اکیڈیمیا نازیونالے دی XL
3۔ دی امریکن انسٹی ٹیوٹ آف فزکس
4۔ دی رائل سوسائٹی
5۔ یونیسکو کی طرف سے آئن سٹائن میڈل
6۔ انڈین فزکس ایسوسی ایشن
7۔ یو۔ ایس۔ ایس۔ آر اکیڈمی آف سائنسز
8۔ چیکوسلاویہ اکیڈمی آف سائنسز

ان کے علاوہ ڈاکٹر سلام کو اٹلی' بنگلہ دیش اور چالرس یونیورسٹی پریگ نے دنیا میں امن کی ترقی کے سلسلے میں ان کی طرف سے کئے جانے والی کوششوں کے صلے میں انعامات دیئے۔

وہ رائل سوسائٹی لندن۔ رائل سویڈش اکیڈمی آف سائنسز۔ دی پاکستان اکیڈمی آف سائنسز کے فیلو تھے۔ اور ٹاٹا انسٹی ٹیوٹ آف فنڈامنٹل ریسرچ بمبئی کے بھی اعزازی فیلو تھے۔

1983ء میں ڈاکٹر سلام نے تھرڈ ورلڈ اکیڈمی آف سائنسز کی بنیاد رکھی۔ اور 1986ء میں انہیں لندن فزیکل سوسائٹی کا اعزازی تاحیات فیلو منتخب کیا گیا۔

آپ باثر امریکن اکیڈمی آف آرٹس اینڈ سائنسز۔ دی یو۔ ایس۔ ایس۔ آر اکیڈمی آف سائنسز۔ دی نیشنل اکیڈمی آف لنچی روم۔ دی یورپین اکیڈمی آف سائنسز۔ آرٹ اور ہیومینٹیس اور اسی طرح عراق' ساؤتھ کوریا' مراکو' بنگلہ دیش' پرتگال' پولینڈ' گھانا' گوائٹے مالا' سویڈن اور وینزویلیا کے اسی قسم کے اداروں کے چند ایک غیر ملکی ممبرز میں سے ایک تھے۔

ڈاکٹر سلام کو 36 یونیورسٹیوں اور 23 مختلف ملکوں نے اعزازی ڈاکٹر آف سائنس کی ڈگری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے نوازا۔

ان اداروں میں آپ کے مادر علمی کیمبرج اور پنجاب یونیورسٹی اور ان کے علاوہ سویڈن کی یونیورسٹی آف گوٹن برگ' یونیورسٹی آف ایکزیٹر (Exeter) دی یونیورسٹی آف پیکنگ' یونیورسٹی آف گلاسگو' بھی شامل تھے۔

ان انعامات سے ملنے والی رقوم کو صرف کر کے ڈاکٹر سلام نے کئی فاؤنڈیشن قائم کئے۔

(ڈان 22 نومبر 1996ء)

ooo

بقیہ صفحہ 5

بھی اس ڈنر میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا۔

ڈاکٹر عبدالسلام سے میری آخری ملاقات محض تین ماہ پہلے ہوئی۔ ان کی بیماری اپنا کام دکھا چکی تھی اور وہ بولنے کے قابل نہیں رہے تھے لیکن وہ میری باتوں کو سمجھتے تھے۔ میں نے ان کے سترویں سالگرہ کی پاکستان میں ہونے والی تقریبات کے متعلق انہیں بتایا۔ وہ مجھے دیکھتے رہے۔ وہ توصیف سے بالاتر ہو چکے تھے۔ جب میں جانے کے لئے اٹھا تو انہوں نے میرا ہاتھ نرمی سے دبا کر اپنی کیفیات کا اظہار جیسے کہ وہ ان تمام لوگوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتے ہوں جنہوں نے ان کے متعلق کلمات ادا کئے۔

ڈاکٹر عبدالسلام کے اپنے ملک نے ان کے ساتھ بے انصافی اور تعصب کا برتاؤ کیا۔ لیکن اس کے باوجود وہ پاکستان سے شدید محبت کرتے تھے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کے لئے پاکستان آنا مشکل تر ہو تا گیا۔ اب وہ پاکستان آچکے ہیں اور اس مٹی میں دفن ہو چکے ہیں جس سے انہوں نے ہمیشہ انتہائی محبت کی۔ ہو سکتا ہے کہ آنے والے دنوں میں ہم اس قابل ہو جائیں کہ تعصب سے بالاتر ہو کر انہیں تسلیم کریں اور ان کی موت کے بعد انہیں وہ کچھ دے سکیں جو ان کی زندگی میں ان کا حق تھا۔

ooo

بقیہ صفحہ 4

بھی عنایت کیا اور اور کئی مرتبہ مختلف مواقع پر اس کو اپنا موضوع گفتگو بنایا۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو کچھ اور ہی منظور تھا لیکن سپین میں دین حق کا دوبارہ احیاء ہمیشہ کے لئے آپ کے نام اور کام سے منسوب رہے گا اور سپین کی آنے والی نسلیں آپ کا نام محبت احترام اور گہرے تشکر کے جذبات سے یاد رکھیں گی۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت نے انسان کے جسم کو تو فانی رکھا ہے لیکن اس کے نیک کاموں کو دوام بخشتا ہے جو مرور زمانہ سے مٹتے نہیں بلکہ اور اجاگر ہوتے ہیں۔

مجھے یاد آیا کہ حضرت بھائی جان کے انتخاب امامت کے چند ماہ بعد میرے ایک نہایت پیارے اور مخلص دوست مجھے ملے اور فرمانے لگے کہ حضرت صاحب کے خطبوں کا کیا رنگ بدلا ہے اور کیسی پر معارف باتیں حضرت صاحب بیان کرتے ہیں پہلے اس کا خیال اور اندازہ نہ تھا کہ یہ جوہر موجود ہے۔ بات بڑی سچی تھی اور وہ حقیقت جو

ہمارے بزرگ ہمیشہ بتلاتے چلے آتے تھے کہ گو امام ایمان والوں کی ایک جماعت منتخب کرتی ہے لیکن حقیقت میں یہ انتخاب اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے اور اس کے فرشتے ایمان والوں کے دلوں کو اس کی طرف موڑ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حی و قیوم ذات والاصفات ایک نئے وجود کو جنم دیتی ہے اور جو آخری وقت تک اس کے ہاتھ میں الٰہی تقدیر کی تکمیل میں ایک آلہ بن کر منزل مقصود کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے۔ وہ اس کے کاموں میں برکت دیتا ہے۔ اس کی دعاؤں کو سنتا ہے۔ اس کو علم و عرفان کی دولت بخشتا ہے اور ہر قدم پر اس کی راہنمائی فرماتا ہے۔ ہم دوبار یعنی 1965ء اور پھر 1982ء میں اس بنیادی سچائی کے عینی شاہد بنے ہیں اور کسی فلاسفر کی کوئی منطقی دلیل یا دعویٰ اس سچائی کو ہمارے دلوں سے مٹانے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اور ہماری اولادوں کو اس سچائی پر ہمیشہ قائم رکھے اور اس وابستگی کو مضبوط سے مضبوط تر کرتا چلا جائے اور ہر دم امام جماعت کی اطاعت و فرمانبرداری اور اس کی تحریکات میں والہانہ شمولیت کی توفیق بخشے۔ آمین

(ماہنامہ خالد ربوہ......... ناصر نمبر)

ooo

بقیہ صفحہ 1

سے بھی قریب ہو تا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ ایک نقطہ اور مرکز ہے جس پر سب چیزیں مجتمع ہوتی ہیں۔ سب مخلوقات کا منبع خدا کی ذات ہے۔ اس لئے وہ نقطہ جس سے ساری لکیریں ملتی ہیں جتنا اس کے کوئی قریب ہو گا اتنا ہی دوسروں سے قریب ہو گا اور جتنا لوگوں سے دور ہو گا اتنا ہی خدا سے دور ہو گا۔ اگر تم دیکھو کہ لوگوں سے تمہیں شقاق ہے تو یہ بھی سمجھ لو کہ تم خدا سے بھی دور ہو۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ تم خدا کے قریب ہو اور بندوں سے دور۔ یہ ہو تو سکتا ہے کہ خدا سے دور ہونے والا تم سے دور ہو۔ مگر تم خدا کے قریب ہو کر اس سے دور نہیں ہو سکتے۔ (-)

پس خوب سمجھ لو کہ خدا تعالیٰ کا قرب پانے کی علامت یا ذریعہ۔ بنی نوع انسان کی ہمدردی ہے۔ خصوصاً ایک مذہب والوں کی ہمدردی تو ایمان کا جزو ہے۔ اس کو مدنظر رکھ کر اپنے حرکات و سکنات' اقوال و افعال کو اس کے مطابق بناؤ اور پھر دیکھو کہ خدا کے کیسے کیسے فیضان تم پر نازل ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ تمہیں اس کی توفیق دے۔

(از خطبہ 5۔ جنوری 1923ء)

ooo

عطیہ خون
خدمت بھی
عبادت بھی
(ایڈیشنل ناظم خدمت خلق۔ ربوہ)

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم ندیم احمد ناز صاحب مربی سلسلہ کی والدہ محترمہ شمیم اختر صاحبہ بعارضہ فالج شوگر اور بلڈ پریشر وغیرہ قریباً ایک ماہ سے علیل ہیں کمزوری اور ضعف بہت ہے۔ صحت کاملہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

اپنا پتہ لکھیں

○ مکرم سید احمد علی شاہ صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد لکھتے ہیں۔ ایک احمدی بہن مسماۃ امۃ الحیٔ تبسم بنت ولد ملک عبید اللہ صاحب نے مجھے ضروری خط لکھا ہے مگر اپنے جواب کے لئے پتہ نہیں لکھا۔ مہربانی کر کے اپنا ایڈریس بھجیں تاکہ جواب دیا جاسکے۔

اعلان

○ وہ طلباء جو خاص طور پر امریکہ یونیورسٹیوں میں داخلہ سے قبل بعض ٹیسٹ دینا چاہتے ہوں ان کی اطلاع اور فارم وغیرہ جلد منگوانے کے لئے ان کے E-mail ایڈریس دیئے جارہے ہیں۔

1- Toefl (E-mail:- toefl a ets. org)

2- Gre (E-mail:- gre- ihfo a ets org)

3-Gmat(E-mail:- gmat a ets. org)

4- Sat (E-mail:- sat a ets. org)

○ وہ طلبہ جو F.A/F.S.C کرنے کے بعد مختلف مضامین میں تعلیم حاصل کرنے ترکی جانے کے خواہش مند ہوں تو وہ براہ راست یونیورسٹی میں داخلہ لینے کے اہل نہیں ہیں بلکہ پہلے ایک Basic Skill ٹیسٹ کلیئر کرنا ہوتا ہے۔ یہ ٹیسٹ پاکستان میں ہوتا ہے اس ٹیسٹ کے بارے میں مکمل مواد جس میں فارم بھی شامل ہیں مندرجہ ذیل ایڈریس پر لکھ کر منگوائے جاسکتے ہیں۔

Ogrenci secme ve yerlestirme merkezi
Oysm yos 06538 Ankara
Turkey

مکمل فارم ترکی پہنچنے کے بعد وہاں سے مئی میں امتحانی کارڈ امیدوار کو ارسال کیا جاتا ہے جس کے بعد ترکی سفارت خانہ سے رابطہ ضروری ہوتا ہے جو طلبہ یہ ٹیسٹ دینا چاہتے ہوں وہ فوری طور پر مندرجہ بالا پتہ پر خط لکھ کر مواد منگوالیں۔

(نظارت تعلیم)

مبارک ایام میں امداد مستحق طلباء

○ ان بابرکت ایام میں مستحق طلباء کی امداد کرنا یاد رکھیں شعبہ امداد طلباء مستحق طلباء کی امداد کے لئے صدر انجمن احمدیہ میں مشروط بامد کے طور پر ہے۔ اس کے اخراجات عطیات اور صدقات کے ذریعے پورے کئے جاتے ہیں۔

شعبہ امداد طلباء مخیر احباب کی اعانت کا محتاج ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

عطیات اور صدقات کی رقوم اس وضاحت کے ساتھ کہ یہ رقم عطیہ یا صدقہ برائے امداد طلباء ہے براہ راست بنام نگران امداد طلباء یا خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد امداد طلباء بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

(نگران امداد طلباء)

تبدیلی نام

○ میں نے اپنا نام حفیظ بیگم سے تبدیل کر کے امۃ الحفیظ رکھ لیا ہے۔ آئندہ سے مجھے نئے نام امۃ الحفیظ سے لکھا اور پکارا جائے۔

امۃ الحفیظ زوجہ بشیر احمد صاحب
بشیر آباد براستہ ہمبرڈ
ضلع حیدر آباد سندھ

آسامیاں خالی ہیں

○ فضل عمر ہسپتال ربوہ میں چند آسامیاں خالی ہیں۔

ڈینٹل سرجن 1
3804-258-6900 500 NPA
مہنگائی الاؤنس 500

فی میل نرسز 4 2230-78-3790
مہنگائی الاؤنس 500

اپرنٹس نرسز 4 بالمقطع 1000

ڈسپنسر 1 2020-60-3220
مہنگائی الاؤنس 500

لیبارٹری ٹیکنیشن 1
2080-66-3400
مہنگائی الاؤنس 500

فی میل مددگار 1
1540-18-4684/24-1972-36-2260

مرکز سلسلہ میں رہ کر خدمت کرنے والے خواہش مند خواتین و حضرات اپنی درخواستیں صدر صاحب محلہ یا امیر صاحب جماعت کی تصدیق کے ساتھ بمعہ نقول سرٹیفکیٹس مورخہ 30۔ جنوری 97ء تک دفتر فضل عمر ہسپتال ربوہ پہنچادیں۔

ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 19 - جنوری-1997ء
درجہ حرارت کم از کم 5 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 18 درجے سنٹی گریڈ

○ لاہور میں سیشن کورٹ کے احاطے میں کمرہ عدالت کے باہر ایک انتہائی طاقتور بم کا دھماکہ ہونے سے 26۔افراد ہلاک ہو گئے ایک اخبار نے ہلاک ہونے والوں کی تعداد 20 اور ایک اور اخبار نے 29 لکھی ہے۔90۔افراد زخمی ہو گئے۔ ہلاک ہونے والوں میں سپاہ صحابہ کے سرپرست اعلیٰ مولانا ضیاء الرحمان فاروقی' دو ایس ایچ او' مقامی اخباروں کے دو فوٹو گرافر متعدد پولیس اہلکار اور سپاہ صحابہ پاکستان کے متعدد کارکن شامل ہیں۔ سپاہ صحابہ کے ایک اور اہم لیڈر مولانا اعظم طارق شدید زخمی ہوئے ہیں ان کی ٹانگوں سے لے کر پشت تک کا گوشت اڑ گیا ہے تاہم ہڈیاں بچ گئی ہیں ان کی حالت خطرے سے باہر بیان کی گئی ہے۔

○ لاہور کے سیکرٹریٹ کے قریب واقع سیشن عدالت میں یہ بم دھماکہ دن کے 11 بج کر 58 منٹ پر اس وقت ہوا جب پولیس کی زبردست حفاظت میں سپاہ صحابہ کے گرفتار شدہ لیڈروں کو پیشی کے لئے عدالت کے احاطے میں لایا گیا۔ یہ افراد پولیس کی گاڑی سے نکل کر عدالت کی طرف جا رہے تھے کہ موٹر سائیکل میں نصب ایک ریموٹ کنٹرول بم ہولناک دھماکے سے پھٹ گیا۔

○ سپاہ صحابہ کے کارکن اپنے لیڈروں پر گل پاشی کر رہے تھے۔ فوٹو گرافروں نے ان کی فوٹو لینے کے لئے فلیش گنیں آن کی ہی تھیں کہ خوفناک دھماکہ سے حشر بپا ہو گیا۔ جسموں کے پرخچے اڑ گئے۔ دھماکے کی آواز کئی میل دور تک سنی گئی۔ اردگرد کی عمارتوں کے شیشے ٹوٹ گئے اعضاء دور دور تک بکھر گئے۔ دھماکہ ہونے سے آگ لگ گئی۔ چیخ و پکار سے حشر کا عالم طاری ہو گیا ہر شخص دیوانہ وار بھاگ رہا تھا۔ بھاگتے ہوئے لوگوں اور پولیس اہلکاروں کے کپڑوں کو آگ لگی ہوئی تھی۔ ہلاک ہونے والوں کے کپڑوں کو بھی آگ لگ رہی تھی۔ کمرہ عدالت کے باہر خون کا تالاب بن گیا۔ بہت سے لوگ بے ہوش ہو گئے۔ کئی دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ شہر کے تمام ہسپتالوں میں ایمرجنسی نافذ کر دی گئی۔ جائے حادثہ پر کٹی پھٹی انسانی لاشیں اور انسانی اعضاء بکھرے ہوئے تھے۔

○ امریکی ٹی وی سی این این کے مطابق ہلاک ہونے والوں میں تین صحافی اور سپاہ صحابہ کے 12۔کارکن شامل ہیں۔

○ دھماکے کے نتیجے میں کٹے ہوئے اعضاء انتڑیاں اور خون کے لوتھڑے روشندانوں اور چھت پر چپک گئے۔

○ بم دھماکے کے بعد لاہور میں ہنگامی حالت کا نفاذ کر دیا گیا۔ بے شمار ایمبولینسیں اور رضاکار جائے حادثہ کی طرف دوڑ پڑے۔ ہسپتالوں میں زخمیوں کے لئے خون دینے والوں کی قطاریں لگ گئیں۔ زخمیوں کو میو ہسپتال' گنگارام ہسپتال اور سروسز ہسپتال میں پہنچا دیا گیا۔ ڈاکٹروں کا کہنا ہے زیادہ مریضوں کے سروں میں چوٹیں اور گہرے زخم ہیں۔ بہت سے زخمیوں کا بچنا مشکل ہے۔ بم دھماکے سے ٹریفک جام ہو گیا ایمبولینس گاڑیاں سائرن بجاتی رہیں۔ زخمیوں کو ہسپتال پہنچانے میں دشواری پیش آتی رہی۔

○ لاہور شہر میں انتخابی گہما گہمی اس دھماکے کی وجہ سے ماند پڑ گئی کئی جگہوں پر تقریبات ملتوی کر دی گئیں۔

○ تحریک جعفریہ نے لاہور کے بم دھماکے کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ دھماکہ دہشت گردی ہے۔ خفیہ عناصر الیکشن ملتوی کرانا چاہتے ہیں۔ اس کے ذمہ داروں کو عبرتناک سزا دی جائے۔

○ مولانا فاروقی کی ہلاکت کی خبر سنتے ہی ان کے شہر سمندری میں کاروباری ادارے بند ہو گئے۔ لوگ مشتعل ہو گئے۔ سینکڑوں افراد مولانا فاروقی کے گھر کے باہر جمع ہو گئے۔

○ سیشن جج خالد میاں جن کی عدالت میں سپاہ صحابہ کے لیڈروں کی پیشی تھی اور جس کے باہر دھماکہ ہوا انہوں نے کہا ہے کہ دھماکہ سیکیورٹی کے ناقص انتظامات کی وجہ سے ہوا۔ سیشن کورٹ کے سامنے والے گیٹ پر چیکنگ کا کوئی انتظام نہیں۔ عملے کے پاس دھماکہ خیز مواد کی چیکنگ کے لئے میٹل ڈیٹیکٹر بھی نہیں ہے۔

○ پنجاب بھر میں سپاہ صحابہ کے لیڈروں کی ہلاکت پر مظاہرے ہوئے۔ کئی شہروں میں کاروبار بند رہا۔ اگلے روز بھی ہڑتال کا اعلان کیا گیا۔ سانحہ کی خبر ملتے ہی فیصل آباد کے بازار بند ہو گئے۔ اہم مقامات پر پولیس تعینات کر دی گئی۔ سمندری' چیچہ وطنی' اور جھنگ میں ہڑتال ہوئی۔ اوکاڑہ میں سپاہ صحابہ کے لٹھ بردار کارکنوں نے ماتمی جلوس نکالا۔ جڑانوالہ میں بھی مظاہرہ ہوا۔ گوجرانوالہ میں توڑ پھوڑ اور فائرنگ کے واقعات ہوئے۔ مظاہرین نے ایک ہوٹل پر حملہ کیا۔ جی ٹی روڈ ایک گھنٹہ بلاک رکھی۔ قلعہ دیدار سنگھ میں پولیس نے مظاہرین پر لاٹھی چارج کیا۔ کبیر والا میں ایک امام بارگاہ اور کلینک پر حملے کئے گئے۔ فخر امام کا انتخابی دفتر تباہ کر دیا گیا۔

○ لاہور کے کور کمانڈر لیفٹیننٹ جنرل معین الدین حیدر نے بم دھماکے میں قیمتی جانوں کے ضیاع پر شدید دکھ کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ دھماکے میں کوئی غیر ملکی طاقت ملوث نہیں۔ تاہم انہوں نے کہا کہ الیکشن ہو کر رہیں گے۔ یہ ہماری اندرونی چپقلش اور مذہبی جماعتوں کے باہمی جھگڑوں کا نتیجہ ہے ایسی کارروائیوں کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔

○ مولانا ضیاء الرحمان فاروقی نے ابتدائی تعلیم جامعہ رشیدیہ ساہیوال سے اور پھر دار العلوم کبیر والا سے حاصل کی انہوں نے پنجاب یونیورسٹی سے گریجوایشن کی۔

○ لاہور کے ایس ایس پی طارق سلیم ڈوگر نے صحافیوں کو بتایا ہے کہ یہ بم ریموٹ سے چلایا گیا۔ ایک مشکوک شخص کو گیٹ پر پکڑا گیا ہے۔ اس سے دوسرے ساتھیوں کے متعلق معلومات حاصل کی جا رہی ہے۔ بہت جلد تمام تفصیلات قوم کے سامنے آجائیں گی۔

○ بی بی سی نے کہا ہے کہ انتخابات کے بارے میں بے نظیر بھٹو کا رویہ تبدیل ہو گیا ہے۔ پہلے وہ اعتماد کا اظہار نہیں کرتی تھیں۔ اب تیزی سے انتخابی مہم چلا رہی ہیں۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو کی حکومت کی برطرفی کے خلاف رٹ درخواست کی سماعت کے دوران عدالت عظمیٰ نے ایم کیو ایم کو فریق بنانے کا فیصلہ کیس کے اختتام تک موخر کر دیا ہے۔ محترمہ بے نظیر بھٹو نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ ان کی رٹ درخواست کا فیصلہ الیکشن سے پہلے کیا جائے ورنہ درخواست واپس لے لیں گے۔

○ جمعیت العلمائے اسلام پنجاب کے جنرل سیکرٹری نے ایک بیان میں کہا ہے کہ مسرت شاہین کو خدا کا عذاب کہنے والے دلشاد بیگم کو کیا کہیں گے۔ کیا مولانا فضل الرحمان کی توہین کرنے پر دلشاد بیگم کا عذاب نواز شریف پر نازل نہیں ہوا؟ سابق وزیر اعظم کی وجہ سے ہی ایک مغنیہ کا گھر بھی تباہ ہوا۔ نواز شریف منافقت کی سیاست کرتے ہیں۔ تقریروں میں اسلام اور خلفائے راشدین کا نام لیتے ہیں لیکن انتخابی منشور میں اسلام کی بالادستی کا ذکر تک نہیں کرتے۔

○ سابق وزیر پٹرولیم انور سیف اللہ کے خلاف چار ریفرنس چیف احتساب کمشنر کو بھیج دیئے گئے ہیں۔

○ مولانا فضل الرحمان کے خلاف قومی اسمبلی کی امیدوار مسرت شاہین نے کہا ہے کہ عوام کو اسلام کا نام لے کر بے وقوف نہیں بنایا جا سکتا۔

○ بری فوج کی تعداد میں پانچ فیصد کمی کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ 15 ہزار جوان اور افسر کم ہوں گے۔ فیصلے پر عمل درآمد شروع کر دیا گیا ہے۔ یہ فیصلہ آئی ایم ایف کے دباؤ پر کیا گیا ہے۔

○ آسٹریلیا میں تین ملکی کرکٹ ٹورنامنٹ کے تین میں سے پہلے فائنل میں پاکستان نے ویسٹ انڈیز کو بڑی آسانی سے ہرا دیا ابھی میچ کے بارہ اوور اور پاکستان کے چار کھلاڑی باقی تھے شاہد آفریدی نے 53 رنز اور تین وکٹیں حاصل کر کے مین آف دی میچ کا اعزاز حاصل کیا۔

• احمدی احباب کیلئے خصوصی رعایت
• بغیر ٹانکے کے جدید ڈیزائنوں میں زیورات تیار کئے جاتے ہیں
وراثتی واعتماد کا نام
سرمد جیولرز
دوکان نمبر 4 عمر مارکیٹ ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور
پروپرائیٹرز: شہزاد اسلم' رضوان اسلم

پاک گولڈ سمتھ ربوہ
اقصیٰ روڈ
میاں عبدالمنان ناصر ولد میاں عبدالسلام صاحب
فون: 212750 - 212850

ربوہ اور ربوہ کے گردونواح میں زرعی و سکنی مکانات و پلاٹس وغیرہ کی خرید و فروخت کیلئے رجوع کریں
برادرز اسٹیٹ ایجنسی
8۔ بلال مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ

مفید اور موثر دوائیں
جو اندرون و بیرون ملک مشہور ہیں
نور کاجل: آنکھوں کی صحت و تندرستی کیلئے
نور ابٹنہ: چہرے اور بدن کیلئے
نور آملہ: بالوں کیلئے
خورشید ہیئر آئل: بالوں کی صحت کیلئے ایک حیرت انگیز تحقیق
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ
فون: 211538

پردہ کلاتھ ہول سیل ریٹ پر خریدیئے اور سلائی مفت کروائیں۔
یہ پیشکش محدود مدت کیلئے نیز لیڈیز جیکٹس کی بے شمار ورائیٹی کے لئے تشریف لائیں
ناصر نایاب کلاتھ
ریلوے روڈ گلی نمبر 1 ربوہ
فون: دوکان: 434 گھر: 211244